

ماہنامہ اساقی ارجایان نمبر)۔۔۔۔۔ایک مطالعہ

MONTHLY 'SAQI' (JAPAN NUMBER)A STUDY

*منوراحمه

پی ایچ ڈی (ار دو)اسکالر ، لاہور گیریژن یونی ورسٹی۔لاہور

** ڈاکٹر عطاءالر حمٰن میو

ایسوسی ایٹ پر وفیسر ، لاہور گیریژن یونی ورسٹی۔لاہوں

ABSTRACT

In January, 1938 monthly (دبلى) issued its sixth anniversary as "Japan number". Shahid Ahmad Dehlwi (دبلى) declared that this specific number is compiled by Professor Noor Al Hassan Barlas (پروفيسر نور الحسن برلاس), an Indian guest teacher of "School of Foreign Languages", Tokyo(مدرسہ السنہ غیر ، توکیو). This volume consist almost 30 articles, some poems and pictures. Urdu translation of Japanese poems is also presented. Here we are going to brief study of these articles and poems. In this brief study we can learn about industrial development, Journalism, educational system, traditions and literature of Japan in 20s century.

Keywords: Monthly Saqi, Japanese society, Japanese literature, and history, Japanese development in Industries, Japanese Journalism. Novel on Japanese society and traditions.

ماہ نامہ ساتی کا با قاعدہ آغاز جنوری 1930ء میں ہوا۔اس کے مدیر شاہد احمد بی اے تھے۔ادارے کارواج تھا کہ ہر سال چار خصوصی نمبر شائع کیے جاتے۔1936ء کے جنوری میں اپنی چھٹی سال گرہ کے موقع پرماہ نامہ "ساتی" نے اپنا" جاپان نمبر "شائع کیا۔ یہ خصوصی نمبر" مدرسہ النہء غیر تو کیو" (سکول آف فارن لینگو پجزاٹو کیو) کے ہندوستانی مہمان استاذ پروفیسر نورالحسن برلاس کی ذاتی دل چپی اور مگن کے باعث ممکن ہوا۔اس مجلے میں 30 کے لگ بھگ مضامین شامل ہیں۔ جن کے ذریعے جاپان کے متعلق تمام مکمنہ سوالات کے جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔چنداہم عنوانات یہ ہیں:

جاپان کی صنعتی ترقی۔ جاپان کی تہذیب ومعاشرت۔ تدریس و تعلیم۔ پرنٹ میڈیا۔ جاپانی عور توں میں بیداری کی لہر۔ جاپانی شادیاں۔ حاپانی ر قاصائیں۔ حاپانی ادبیات۔ جاپانی روایات و ثقافت۔ جاپان جانے والے ہندوستانی طلباء کے مسائل اور ان کے لیے اہم تصیحتیں۔ اہل جاپان کے ذہب۔ حاپانی شاعری۔ اس کے علاوہ چند حاپانی ان مجمی شامل اشاعت ہیں۔

سياق وسياق:

ائل جاپان اور ائل ہندیں چند اقد ار مشترک ہیں۔ دونوں ممالک میں پر تگالی، ولندیزی، اور پورپی اقوام تجارت کی غرض سے آئیں۔ اور رفتہ رفتہ اپنا اقتد ار قائم کر لیا۔ ائل ہند سر سید اور ان کے رفقا کی کو ششوں کے باوجود جدید تعلیم میدان میں چیچے رہ گئے۔ جب کہ جاپانیوں نے دیکھتے تند صرف غیر ملکی نو آبادیات کے خلاف مز احمت کی بل کہ انہیں واپس سندر میں دھکیل دیا۔ اہل جاپانی نے عسکری تجوبیہ کاروں کے سارے اندازوں کو غلط ثابت کرتے ہوئے 1905ء میں روس جیسے طاقور ہم سائے کو اس کی او قات یاد دلا دی۔ ان عوامل نے پڑھے کھے ہندوستانی طبقے کے اندر جاپانی حالات سے آگی صاصل کرنے کی تڑپ پیدا کی۔ (1)

بیبویں صدی کے آغازی میں جاپان کے سکول آف فارن لینگو بجز، ٹوکیو، جے بعد میں یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا، میں دیگر زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو کی تعلیم و تدریس کا آغاز کر دیا گیا تھا۔ جب جاپان نے روس کو شکست سے دوچار کیا تو ہندوستان کی آزادی کے متوالے اسے اپنا نجات دہندہ سمجھنے لگا۔ جاپان کی جرات و بہادری کے ترانے گائے گئے۔(2) مولانا ظفر علی خان جیسے شاعر نے روس و جاپان کی جنگ کو منظوم کیا۔ اور اہل جاپان کی شجاعت و بہادری کو ایسے بیان کیا گویا چشم دید ہو۔(3) جاپان کی صنعت و حرفت کے میدان میں تروی تی و ترتی کے گن گائے گئے۔(4) جاپان کو اہل مغرب سے آزادی کے لئے اپناصدر مقام (headquarter) بنانے کی تجاویز سامنے آئیں اور مولوی برکت اللہ بھو پالوی جیسے سر پھرے جاپان ججرت کر گئے۔

تعلیمی میدان میں جاپان کی تقلید کرنے کے لئے ریاست حیدرآباد دکن نے اپنے خصوصی نمائندے، سرسیداحمد خان کے پوتے، سرراس مسعود کو جاپان کے دورے پر بھیجا۔ تا کہ ان کی تعلیمی ترقی کا راز پاکراس نظام کوہندوستان میں آزمایا جائے۔(5)اس موقع پر مخالفین کی بے سود کاوشوں کا تذکرہ بھی بے جانہ ہو گا۔ جیسا کہ علی امام بلگرامی نے "سیاست جاپان" کے نام سے ایک کتابچ کھا۔ جس میں اہل جامان کو احدُر جنگلی، بے بذہب اورشتر بے مہار ثابت کرنے کی کوشش کی۔(6)



یہ تھا متحدہ ہندوستان کا وہ منظر نامہ، جس میں ماہ نامہ ساتی دہلی نے جاپانی تہذیب وثقافت ، اقدار و معاشرت ، تدریس و تعلیم، فن شعر گوئی و شعر فہبی، تصویر کشی، اخبارات اور سیاسیات جیسے اہم موضوعات پر ایک جامع مجلہ شائع کیا۔ ذیل میں ساقی کے مشمولات کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔ آخر میں چالیس کی دہائی میں اردور سم الخط میں عود کرتی تبدیلیوں کا ذکر ہو گا۔ نیز مضمون کے مشکل مقامات کی ممکنہ تخریج بیش کی جائے گی۔

سرورق:

ند کورہ رسالہ "ساقی، جاپان نمبر" کے سرورق پر ایک حمینہ 'ساقی گری' کرتی نظر آرہی ہے۔اس کے ایک ہاتھ میں نازک ساغرہے اور دوسرے میں نازک تر صراحی۔ بایاں گھٹناسامنے رکھی تپائی پر ٹکا ہے۔ اور وہ لہر اکر 'ساکے الیخن عاول کی شر اب پیانہ میں ڈال رہی ہے۔ (ضمیمہ الف عکس سرورق)۔ نورالحن برلاس کی زبانی:

سرورت کی تصویر نوروز کے موقع کی ہے۔ صاحب خانہ ساقی کی خدمات انجام دے رہی ہے۔ شراب دانی پر نوروز کی آرائش ہے۔ یہ شراب زیادہ نشہ آور نہیں ہوتی۔ (7)

نگاه اولیں:

مدیرنے نگاہ اولیں کے نام سے اپنے مستقل لکھنے والوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ساقی کے سال ناموں بالخصوص 'عاپان نمبر ' کی غرض وغایت بیان کی ہے۔ انھوں نے با قاعدہ صحسین کی کہ یہ نمبر پروفیسر نور الحسن برلاس کی محن شاقہ کے بغیر ممکن نہ تھا۔ اگذارش اے ذیل میں پروفیسر موصوف نے ان مشکلات کو بیان کیاجواس خصوصی نمبر کے لیے مضامین اسکیفے کرنے میں پیش آئیں۔

مضامین کاسر سری جائزه:

ساقی جاپان نمبر میں کل تیس30 مضامین ہیں۔ تعداد اور معیار کے لحاظ سے نور الحسن برلاس سب سے آگے ہیں۔ یعنی کل پانچ مضامین۔جب کہ حصہ نظم میں تمنائی کی نظمیں اور تراجم سب سے زیادہ ہیں۔ ہم حصہ نیژ سے آغاز کریں گے۔ پر وفیسر نور الحسن برلاس،جو مدرسہءالسنہ غیر ٹوکیو میں اردو کے مہمان استاذ تنھے نے مجلے میں کل پانچ مضامین ککھے:

فلسفه سياست جاپان:

اس مضمون میں وہ قدامت پیندوں اور جدت پیندوں کے در میان جاری سیای کش مکش کاؤ کر کرتے ہیں۔ صدیوں سے جایان میں شہنشاہ کوسب سے محترم اور معظم مقام حاصل ہے:

جاپانی سخت بادشاہ پرست ہیں۔ اور اپنی دیومالا پر ای شدت سے اعتقادر کھتے ہیں جس طرح دیگرا توام۔ بادشاہ کی شان میں بے ادبی کا کوئی لفظ نہیں س سکتے۔(8)

میجی دور کا آغاز 1868ء میں ہوا۔اور اس کی بنیاد صدیوں پرانی دیومالا پر رکھی گئی۔ فروری 1935ء میں ٹوکیو بونی ورشی میں سیاسیات کے پروفیسر ،جو دارالام اء کے رکن بھی تھے، نے ایوان میں تقریر کی۔انھوں نے موقف اختیار کیا کہ بادشاہ بہ ذات خود حکومت نہیں بل کہ جزو حکومت ہے۔اس تقریر نے قوم پرست قدامت پیندوں میں اضطراب عظیم پیدا کر دیا۔برلاس صاحب نے فریقین کے موقف کوغیر جانب دارانہ انداز میں تفصیل ہے ذکر کیا ہے۔

توكيواساي:

جاپانی عوام پڑھنے کا شخف رکھتی ہے۔ جس کا ایک بین ثبوت وہاں کے بین الا قوامی اخبارات تو کیواساہی اور اوسا کہ اسابی میں۔ دونوں اخبارات ایک ہی سکینی کی ملکیت ہیں۔ برلاس صاحب نے تو کیو اسابی کی اشاعت، ذرائع حصول خبر، طریقہ خبر رسانی اور اس کے ساتھ ان کی سابھی خدمات کاذکر بھی کیاہے۔

> توکیواسانی کی اشاعت گیارہ لا کھ روزانہ ہے۔اس اشاعت میں صرف ایک اشاعت شامل ہے۔خاص ٹوکیو شہر کے لیے دو اشاعتیں طبع ہوتی ہیں۔ای طرح کئی مقامی اشاعقوں کی دو دواشاعتیں طبع ہوتی ہیں۔ان دوسری اشاعقوں کوشامل کیاجائے تواس کی روزانہ اشاعت کی تعداد ہیں لاکھ کے قریب پینچتی ہے۔(9)

جاپانیون کامعیار زندگی:



پہلے جاپان میں سونے کے سکے رائج تھے۔ جس کی مالیت دس بن ہوتی تھی۔ مگر 1930 کی عالمی نساد بازاری سے متاثر ہو کر جاپان نے بھی سونے کے بہ جائے دھاتی سکے جاری کئے۔ اُس وقت تقریباً پچاس فی صد آبادی زراعت پیشہ تھی۔ اس مضمون میں انھوں نے جاپانیوں کی طرز معاشرت پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ کیاامیر کیاغریب ملکی تہذیب کا ہر کوئی خیال رکھتا تھا۔ اس مضمون میں ہر طبقہ زندگی کی معاشرت پر بہترین بہترین تبھر کیا گیاہے۔ بیامنا جا سکتا ہے کہ برلاس کو جاپانی تہذیب پر کافی عبور حاصل ہے۔

جايانی شادی:

برلاس صاحب کا چوتھا مضمون 'جاپانی شادی' بھی معرکے کی چیز ہے۔اس میں انھوں نے رشتوں کی تلاش سے لے کر شادی تک کے تمام مراحل کو بالتفصیل بیان کیاہے۔واضح ہو کہ برلاس کا بید مضمون قریباً ایک صدی قبل کی جاپانی مدنیت کو ظاہر کر تاہے۔اس کے بعد آنے والے صنحتی انقلاب اور سب سے بڑھ کر جنگ عظیم دوم جس میں جاپان حقیقتاتیاہ ہو کررہ گیا،نے جاپان کو بہت تبدیل کیا۔بہت می روایات اور ترجیحات یک سربدل گئیں۔

جاياني عور تول مين انقلاب:

اس تبدیل شدہ صورت حال میں شادی کی اوسط عمر میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اب عور توں کا مر دول کے شانہ بہ شانہ کار خانوں اور دیگر اداروں میں خدمات سر انجام دینا ایک عام می بات ہے۔ ان جیسے دیگر اہم موضوعات پر تفصیل ہمیں جناب چمن لال کے مضمون 'جاپانی عور توں میں انقلاب ' میں ماتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اب جاپان میں صدیوں پر انے پہنا وے جیسا کہ کچونو، ٹوپی اور گھاس کی چپل کارواج ختم ہوا چاہتا ہے۔ جاپانی شہر ول میں آج کل 'موگا' (modern girl کا مخفف) بہت مقبول ہور ہی ہے۔ جاپان کے مر د بھی اب پہلے کے سے نازک کتابی چپروں سے جو اب صرف پر انی تصویروں میں نظر آتے ہیں، متاثر نہیں ہوتے۔ اب تو وہ لڑکی زیادہ مقبول ہوتی ہے جس کی آئھیں بادام سے مشابہ نہ ہوں۔ جو بالی وڈ فیشن کے مطابق بال بناتی ہو اور جو ہو نوْں اور گالوں پر لالی لگاتی ہو۔ اس لڑکی کی اب قدر نہیں ہوتی جو اپنا چپرہ باکل سفید کرے یاجو صدیوں پہلے کے رواج کے مطابق جیب ہیئت کی خوش رنگ ٹوپی چپنے ہو۔ (10)

جایان اور جایانیوں کے متعلق چند باتیں:

جاپانیوں کے بڑھتے مسائل اور ان کے مکنہ حل کے لئے عبد القدیر نیاز کا بیہ مضمون تھی خاصی اہمیت کا حامل ہے۔جاپان میں آبادی کے مسائل سے منتف کے لئے عبد القدیر نیاز جاپان کی تین کوششوں کاذکر کرتے ہیں:

ایک توبید کوشش ہے کہ ملک کی صنعت وحرفت کواس حد تک ترقی دی جاپئی جزائر زیادہ ہے زیادہ آبادی کے متحمل ہو سکیں۔دوسری طرف اس امر کے لیے سعی پیم کی جارہی ہے کہ بعض غیر ممالک میں جاپانیوں کے بکثرت آباد ہونے کی اجازت ان ملکوں کی طرف سے حاصل کی جائے۔اور ان دونوں باتوں کے ساتھ ساتھ جاپان ان اقوام پر کہ فی زمانہ جن کے ہاتھوں میں دنیا کے ساتھ معاملات کی باگ دوڑ ہے، شدت کے ساتھ سے زور دے رہا ہے کہ خدا کی زمین میں سے پچھ حصہ اسے بھی دیا جائے۔(11)

جوشي شو کو کئو گلو:

پروفیسر نورالحسن برلاس اپنے پانچویں مضمون جو ثق شوکو کئو کلومیں ایک جاپانی مدرسے کا حال تفصیل ہے بیان کرتے ہیں۔ جاپان میں موجو دہ تعلیم کا دور 1837ء سے اس وقت شروع ہوا جب جبری تعلیم کا قانون نافذ کیا گیا۔ اور پھررفتہ رفتہ ثانو کی تعلیم کے مدارس جاری ہوئے۔مضمون نگار جو شی شوکو کئو کلوک کٹل کے متعلق رقم طراز ہیں:

اس کی حیثیت دارالفنون کی تی ہے۔اس میں فو قانیہ مدارس کی فارغ التعلیم لڑ کیاں تعلیم پاتی ہیں۔ فو قانیہ مدارس سے جو لڑ کیاں نگتی ہیں وہ ہندوستان کے مدارس نسوال کی وی طرح امور خاند داری سے نابلد ہو تی تھیں۔ گھر چلاناان کے لیے مشکل ہو گیا۔ جاپانیوں نے بہت جلد مرض کی تشخیص کر لی اور عام مدارس میں امور خاند داری کی تعلیم پو کی طرح امور خاند داری کی تعلیم شروع کردی۔ جو شی شوکوکؤ گلواسی زمانے کی پیداوار ہے۔اس وقت (جب یہ مضمون کھا گیا)اس میں تقریباً ڈھائی ہز ار لڑ کیاں تعلیم پاتی ہیں۔ ابتدائے قیام سے اب تک پیداوار ہے۔

تاثرات كى ايك جَعلك:



پروفیسر بدرالاسلام فضلی، پروفیسر نور الحن برلاس سے قبل ٹوکیو اسکول آف فارن لینگویجز میں اشادر ہے۔ انھوں نے ای جامعہ کے انگریزی کے ایک پروفیسر لیفکڈ پوہر ن کے مضمون کا آزاد ترجمہ کیا۔ جو انتاز سے کھٹیا پیشہ کیا۔ چو بیا تھا۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ انگریز پہلے پہل ند بہ کی آڑ لے کر آئے۔ گر زکال دیے گئے۔ میجی دور سے پہلے تجارت کو گھٹیا پیشہ خیال کیا جاتا تھا۔ اس لیے جب ڈھائی سوسال کے وقفے کے بعد انگریز تا چرکے روپ میں آئے تو انھیں بخوشی تجارت کی اجازت مل گئی۔ اب انھوں نے اپنی تجارتی کو ٹھیاں قائم کمیں۔ وہ اپنے مطافی ملاز موں سے سختی برتے اور انھیں حقیر جانے۔ اصول ہے کہ زمانہ بہت بڑا استاد ہے گر اس کی فیس زیادہ ہے کہ مصداتی اہلی جاپان انگریزوں کی سختیاں سہہ کر انہی سے اصول تجارت سیکھتے رہے۔ اور صرف بیس سالوں میں ان کے مدمقابل آگے۔ اور رفتہ رفتہ انھیں دیں زکالا دے دیا:

بھلا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک الیی قوم جس کی تعداد چار کروڑ انسانوں پر مشتمل ہو اور جس نے اپنی تمام قوتوں کو مکمل قومی آزادی حاصل کرنے کے لئے متحد کر لیاہو ؛الیی قوم اپنے ملک کی درآمد وبر آمد کا انتظام غیر وں کے ہاتھ میں دے گی۔(13)

جایانی شاعری کی روح:

جاپانی شاعری کی روح از مولانا منصور احمد (ایڈیٹر ادبی دنیا) جاپانی شاعری کے حوالے سے ایک اہم معلوماتی مضمون ہے۔ جاپانی شاعری میں صنف" ہاکو" کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ یہ اردوشاعری کی صنف" تروینی" سے ایک جداچیز ہے۔ مولانا منصور احمد نے جاپانی شاعری کی روح کے عنوان کے تحت ہاکو پر ایک جامع مگر مختصر مضمون لکھا ہے۔ وہ ہاکو کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> ایک واحد شعر کو بیان کرنا۔ اور وہ بیان ایساہو جیسے جگئو کی وہ روشنی جو حقیقت کے اند جیرے جگرگامیں رہی ہو، یاصنعت کا ایسانمونہ جیسے خوشبود ارہوا ہیں تارِ عنکبوت۔ جو ایک لحمہ کے لیے موسیقی کے اثر سے احتراز کرے۔ ہاکو نظمییں دنیا میں سب سے چھوٹی نظمییں ہیں۔ ان میں الفاظ کی بھر مار نہیں ہوتی۔ ستر ہ ارکان کے تین مصرعوں پر نظم ختم ہو جاتی ہے۔ کیکن پڑھنے والے کے لیے بین السطور میں مخیل کا ایک دفتر پنہاں ہو تا ہے۔ (14)

انھوں نے 'ہاشو' کوسب سے بڑاشاعر قرار دیا ہے۔ جب کہ اس کے زمانے میں شاعری کر نااور اس کی اشاعت تقریباً ناممکن کام تھا۔ اس پر مولانامنصور کہتے ہیں:

شاعری کی ترقی کا انھماراس کی طباعت اور اشاعت پر نہیں بل کہ اس روحانی کیفیت پرہے جس کے پیدا کرنے کی کوشش قدیم شعراء کیا کرتے تھے۔ (15)

جاپان تيس برس مين:

یہ حنیفہ رشید فتح علی کا ایک اہم مضمون ہے۔ان کا جاپان میں تیس سال سے آناجانا ہے۔ محتر مہ سب سے پہلے 8 مارچ1909ء کو جاپان پنجییں۔اس وقت ہر طرف گندگی کے ڈھیر تھے۔ جاپانی بدتمیز، بد تہذیب اور گندے تھے۔ یہ قول حنیفہ:

> پڑوسیوں سے بعنی غیر مکلی بی بیوں سے جاپانی قوم کی بہت می شکایتیں سننے میں آئیں تھیں۔ نو کروں کا چور ہوناعام تھا۔ کبھی ایسی نو کریں بھی آجاتی تھیں جن کے بالوں سے جو ئیں بھیں۔ لیکن آج کل ان کی تعریفیں بر طرف سننے میں آتی ہیں۔ اس کی وجہ رہے کہ اب ہر جاپانی لکھ پڑھ کر اور تمیز سیکھ کر مدر سے (سے) ککاتا ہے۔ (16)

جاپانیوں نے اپنے آپ کو من حیث القوم بہت تیزی سے بدلا۔ اپنی تہذیب و ثقافت کو قائم رکھتے ہوئے صفائی، شائستہ اطوار ، خوش سلیقگی اور نظم وضبط کو اپنایا۔ تعلیم و تدریس کی طرف جی جان سے متوجہ ہوئے۔

دراصل اس مضمون میں جاپانی قوم کی استقامت کی تعریف کی گئی ہے۔

سکوراکے پھول:

پروفیسر گامور پی کوبابائے اردو جاپان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔1925 میں ٹو کیو یونیورٹی جاپان ، میں پڑھانا شروع کیا۔مثلاً 'باغ وبہار'کا جاپانی زبان میں ترجمہ کیا۔انھوں نے ساتی جاپان نمبر کے لئے اپنا مخضر مضمون 'سکورا کے بچول' لکھا۔ جس میں جاپانیوں کی پچول سچواڑیوں سے محبت بیان کی گئی ہے۔ جاپان کا تو می پچول سکورا ہے۔جو وسط مارچ سے اپریل تک کھلار ہتا ہے۔موصوف نے سکوراکی اقسام بیان کی ہیں۔اس کے علاوہ اسے ابٹی ایعنی سمورا کے سے تشہید دی گئی ہے جو اپنے متصد کی یہ جا آوری کے لئے اپنی جان کو بغیر کسی دریخ کے جان آخریں کے سپر دکر دیتا ہے۔



كساتسوك كرم چشے:

مسز برلاس، پروفیسر نورالحسن برلاس کی زوجہ ہیں۔ آپ خو دبھی قلم کار ہیں۔ زیر تبھرہ مضمون کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں آپ نے ساتسو کے چشموں کا، جوپانی میں گندھک کی آمیزش کی وجہ سے گرم ہیں اور بہت می بیاریوں کاعلاج ہیں، کاذکر کیا ہے۔ آپ کا انداز تحریر بیانیہ ہے۔ تحریر میں بیکانہ بے ساختہ پن ہے جس نے تحریر کو ولولہ انگیز بنادیا ہے۔ ذیل میں ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔ جب سفر کے دوران میں لاعلمی کی بناپروہ ایک چشمے میں از گئیں۔ مقامی لوگوں نے انہیں فورآساڑھی دھونے کا صائب مشورہ دیاور نہ ان کی ساڑھی گندھک کے اثر سے تار تارہو جاتی۔

ای جگہ پتھر کے روڑوں پر گندھک کی تہ جمی ہوئی ہے۔ایک ڈلااٹھانے کے لئے میں احاطہ کے اندر تھسی اور کھولتے ہوئے پانی کو لا تکتی پھلا تکتی پچی میں پنچی۔ پانی کے اندر سے بھا پیں اٹھ رہی تھیں۔ جمچھ دیکھتے ہی ادہر لوگ جمع ہوگئے۔جب میں باہر نکلی توایک عورت نے میر می ساڑی کی طرف اشارہ کیا۔اور کہااسے فوراً دھوڈالئے۔ میں نے جا پیں اٹھ رہی کھتے ہوئی ہوئی تھی۔اس بچاری نے اپنے گھر سے پانی کی بالٹی لاکر دی۔ میں نے ساڑی کا کنارہ جلدی جلدی دھویا۔ مگر اتنی ہی دیر میں رنگ گیا تھا۔اس جگہ سے باکلڑی ہے رنگ اور تار تار ہوگئی تھی۔(17)

اس مضمون کے دوسرے جھے کی مصنفہ اگرچہ آپ ہی ہیں مگریہ آپ کے شوہر نام دار کی زبانی ہے۔ جس میں وہ جاپان کے دوسرے بلند ترین آتش فشاں پہاڑا کوہ اسامہ 'کی چوٹی پر کوہ پیائی کے لئے گئے تھے۔ یہ سارامضمون ایک ہی سیر نامد ہے۔ جس کے دوسرے جھے میں یہ وجہ فقاہمت مسز پر لاس شامل اند ہوسکیں۔

گلاش...

مسز برلاس کا دوسرا مضمون بھی ایک سفر نامہ ہے۔ٹو کیو جیسے گنجان آباد زشہر کے بیچوں کا نیٹر نامی ایک شوقین مختص نے اپنے ذاتی سترہ ایکڑ پر محیط رقبے پر ایک باغ لگایا ہوا ہے۔[ایک ایکڑ 160 مر لے کے برابر ہو تا ہے۔ جب کہ ایک مر لے میں 272.25 مر بع فٹ آتے ہیں۔]کاباغ لگایا ہوا ہے۔ باغ میں پھولوں کے تختے یاروشیں نہیں بل کی صرف در خت ہیں۔سبزے کی اس قدر بہتات ہے کہ آٹکھوں کو ٹھٹڈک ملتی ہے۔ آئیں باغ کی سیر کو چلتے ہیں۔

اندر دور تک پختہ سڑک گئی ہے۔ مگر سواریاں اندر نہیں جائٹیں۔ سڑک پر بعض جگہ گھنے در ختوں کے جھنڈ ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے ہیں۔ان کے سائے میں چلئے سے روح کوبڑی تازگی محسوس ہوتی ہے۔ یہ تمام باغ ایک جنگل ہی کانمونہ ہے۔ اس میں نشیب و فراز بہت ہیں۔ کہیں ایسامعلوم ہو تاہے کہ پہاڑی کے ایک پہلو میں چل رہے ہیں۔ دوسری پہاڑی سامنے نظر آرہی ہے۔ نیچے گھائی میں دریا بہد رہاہے۔ ہر جگہ سدا بہار در خت جموم رہے ہیں۔ جو بارہ مہینے ہرے رہتے ہیں۔ باغ میں ہر طرف سنسان گھٹا ہے۔ جد هر نظر اٹھاؤ ہو کا عالم ہے۔ (18)

پروفيسريون گلوچي كاولوله انگيز كلام:

ظفر قریثی دہلوی بی اے نے ساتی 'جاپان نمبر' کے لئے تین مضامین کھے اور تنیوں کا تعلق پروفیسر یون نگو چی ہے ہے۔ پہلا مضمون 'پروفیسر یون نگوچی کا ولولہ انگیز کلام' کے نام سے ہے۔ پروفیسر موصوف کیٹو جیکو کو یونیورٹی میں انگریزی ادب کے استاد ہیں۔اور کول کتہ یونیوٹی کی دعوت پر ہندوستان تشریف لائے۔ آپ کے علمی مقام اور شاعری زندگی کے حوالے سے قریشی صاحب رقم طراز ہیں:

جاپانی شاعر یون نگویتی اہل مغرب کے لئے کوئی اجنبی نہیں ہیں۔ آپ کی نظمول کے انگریزی تراجم یورپ اور امریکا میں بہ کثرت پڑھے جاتے ہیں۔ اس ادبی دوست نے مشرق و مغرب علمی وادبی پہلوؤں سے یک جہتی اختیار کرلے گااور اسے مشرق و مغرب علمی وادبی پہلوؤں سے یک جہتی اختیار کرلے گااور اس سے حصص عالم کے تدن کے سجھنے اور بین الا توامی ترتی وامن کے قیام میں زبر دست مدد سلے گی۔ مسٹر نوکو چی کی انگریزی کی قابلیت مسلمہ ہے اور جب وہ اپنی نظمول کو انگریزی شاعری کے قالب میں ڈھال کر پیش کرتے ہیں تو کوئی اجنبیت محسوس نہیں ہوتی۔ انھیں انگریزی ادب و عروض پر پوراعبور حاصل ہے۔ اور شاعری تو ملک و جغرافیائی حدود سے بالاتر ہے۔ شاعر سب اہل عالم کا ہوتا ہے۔ کی قوم کی بلک نہیں ہوتی۔ (19)

آپ مشہورا نگریز شاع المراکے شاگر دیتھے۔1897ء میں آپ نے جوبی امریکہ میں پیدل سفر کرکے راہتے کی صعوبتوں اور تجربات پر نظمیں لکھیں۔



دوسرامضمون پروفیسر موصوف کی ایک تقریر کااردوتر جمہ ہے۔جو دسمبر 1935ء میں ریڈیو ہندوستان نے نشر کی۔اس تقریر میں موصوف نے جہاں اہل ہندوستان کاشکر سے ادا کیا کہ انھوں نے عزت افزائی کی، وہیں اس بات کو تسلیم بھی کیاوہ ہندوستان کو صرف بدھ مت کے حوالے سے جانتے تھے مگر اہل ہندنے اس مذہب کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ آپ کے تخیل اور تجزیے کی قوت جانتے کے لیے آپ کی تقریر کے ترجے سے ایک نمائندہ پیراگر اف درج کیاجا تا ہے:

اگر مجھے مشرقی سمجھاجائے تو میں کہوں گا کہ میں آرٹ کو ایک بلیخ اور تصور بلند کی صورت میں چیش کرنے کی خدمت کر تاہوں۔اگر میری حیات کو مغرب کاعلم بر دار سمجھا جائے تو ہیں ذہبن و فراست کے ذریعے آرٹ کو ایک مستقل نظام کی صورت میں چیش کر تاہوں۔اصل میں بات بیہ ہے کہ شرق و غرب کی ہر اچھائی کو ایک دوسرے میں مدغم کر دینا چاہتا ہوں۔ جب میں اپنے خیالات کو بین الا قوای حیثیت وو قعت کی نظر سے دیکھتا ہوں تو اس پر احتساب کر تاہوں۔اس وقت میں ایک مغربی شخصیت کے جامہ میں ہو تا ہے۔غرض مشرق و مغرب میں جو معاملات میساں اور شخصیت کے جامہ میں ہو تا ہوں۔اور جب جاپانی آنکھ سے مغرب کو اپنے کمالات دکھا تا ہوں تو وہ مشرق کا کام ہو تا ہے۔غرض مشرق و مغرب میں جو معاملات میساں اور ہوں اخوں اور ایک دوسرے کو ان کے جمال کا عکس دکھا تار ہتا ہوں۔(20)

تودائجي كامندر/ موريوجي كابده مندر:

پروفیسریزوساوا مدرسه السنهءغیر،اوساکه کے استاد ہیں۔انھوں نے 'ساقی جاپان نمبر'عنوان درج بالا کے تحت دوالگ الگ مضامین کھے۔

جاپان میں پرانے زمانے میں رواج تھا کہ جب کوئی بادشاہ فوت ہوجا تاتواس شہر کو بہ طور دارا لحکومت استعمال نہیں کیاجا تا تھا۔ بل کہ نیاشہر بسایاجا تا تھا۔ شہر نارا، اوسا کہ کے نزدیک بن واقع ہے۔ یہ 11ء سے 784ء تک دارا لحکومت رہا۔ رفتہ بیہ رواج ختم ہو گیا۔ تو وائج کا مندر 607ء میں جب کہ ہور یو بی کا مندر 743ء میں تعمیر کیا گیا۔ اس وقت جاپان میں بدھ مذہب کار بھان تھا۔ ان دونوں عمار توں کی مکمل تعمیر کنڑی ہے گئی ہے۔

جايانيول کي چندخوبيال:

اساقی جاپان نمبر امیں تین خواتین نے مضمون کھے۔ مسز برلاس اور حنیفہ فتح علی کے مضامین کاذکر گزر چکا ہے۔ اس کے علاوہ " جاپانیوں کی چند خوبیاں" بھی ایک خاتون محترمہ قمر النساء کی تحریر ہے۔ جس میں دل کھول کر جاپانیوں کی تحریف اور اہل ہندوستان کی تنقیص کی گئی ہے۔

مندوستاني طلباء جايان مين:

ائم سہائے کا نگر کی لیڈر بابوراجندر پرشاد کے پرائیویٹ سیکرٹری رہے۔جب ملکی حالات سخت ہوئے تو جاپان چلے گئے۔ آپ کو بے میں کا نگریس سمیٹی، انڈو جاپانیز ایسوسی ایشن، اور انڈو جاپانیز بیگر پیپلز ایسوسی ایشن کے بانی صدر رہے۔ آپ نے مضمون "ہندوستانی طلبہ جاپان میں "نامی مضمون میں ان طلبا کی رہ نمائی کی ہے جو اس وقت جاپان جاناچاہے تھے۔علاوہ ازیں آپ نے ہندوستانی طلباء کی فلاح و بہود کے لئے اکو بے انڈ ملاح کی بھی بنا در کھی۔

جايان مين مندوستاني طلباء:

طلباء کے مسائل ہی کے موضوع پر ایک مضمون ہندوستانی طالب علم طفیل احمد چغتائی، جو جاپان میں حصول علم میں مشغول تھے، نے لکھا ہے۔ جناب چغتائی کا انداز بیان ہاکا پھاکا مگر طنزیہ ہے۔اردو محاورات وروز مرہ جات کی بھر مارہے۔مثلاً آئکھ او مجعل پہاڑاو مجعل، پارس بن جانا، مند میں یائی بھر آنا، دم دہاکر بھاگنا، ایک مند کی لا کھ سنانا، دل لبھاجنانو غیرہ۔

انھول نے اپنے مضمون میں ان مشکلات کاذکر کیا ہے جو نووار دہند وستانی طلبا کو جاپان میں چیش آتی ہیں۔ طرز تخاطب طنزید ہے مگر مقصد نیک ہے کہ جاپان میں آنے والے طلبا وطالبات اہل ہند کی سبکی کا باعث نہ بنیں۔ دوسری طرف وہ صاحب ثروت ہندوستانیوں ہے بھی اپیل کرتے ہیں کہ اپنی دولت کو نمود و نمایش کے بہ جائے کسی غریب کو تعلیم کی دولت بہم پہنچانے میں صرف کریں۔انداز بیاں ملاحظہ ہو:



کیااب بھی نہ سمجھیں گے ہمارے یو نمی پتی بھائی جو نونہالان قوم کی امداد کی نسبت محفل آرائی پر دولت نچھاور کرنازیادہ بہتر تصور کرتے ہیں۔ حقیقت قویہ ہے کہ کوئی غریب اگر کسی طرح سے کوئی فن حاصل کر بھی لیتا ہے قوہندوستان کے بازار میں اس کی دو کوڑیاں بھی نہیں اختیں ہیں۔ کیوں کہ وہاں کی قویہ بت بن نرالی ہے۔ بے زرو بے پر ترقی کے لئے کوشاں اور صاحب دولت امپر بل بنک کی چک بک کے شید ائی۔ پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی فن وہاں جاری ہواور کسی غریب کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔ اب میں گزارش کروں گاصاحب ثروت حضرات سے جہاں تک ممکن ہو اگر اپنے فائدے کے خیال سے نہیں تو ملک کی سرخ روئی مد نظر رکھ کر ہندوستانی طلبا کے لئے قصد جیاں بیم کے بیان میں امراک بھی بیاہ میں اور ملک بھی بیائیں تاکہ ہے کار باکار ہو جائیں اور ملک بھی بیاہ عقد حیال سے نہیں تو ملک کی سرخ روئی مد نظر رکھ کر ہندوستانی طلبا کے لئے قصد جاپان میں آسانیاں بھی پینچئیں تاکہ ہے کار باکار ہو جائیں اور ملک بھی بیاہ عقد اس کے نیال سے نگل آئے۔ (12)

مدرسہ السنہ غیر، ٹو کیوکے دوجاپانی طلبا کے اردومضامین بھی شامل اشاعت ہیں۔ان میں سے ایک 'یو کیے ساتو' ہیں اور دوسرے 'ناکا مر انے ایک جاپانی لوک کہانی 'تاکے توری' بیان کی ہے۔ 'تاکے توری'کامطلب ہے بانس کی بیٹی۔ساتوکامضمون 'جاپانی طالب علم کی زندگی' تو می ہمت اور جوش وجذبے کا پیۃ دیتی ہے۔وہ اپنی بات کا اختتام اس جذبے اورامید کے ساتھ کرتے ہیں:

> مجھے لقین ہے کہ سچے بہادر جاپانی طلبانہ صرف ایثیا میں امن قائم کرنے کی حتی الامکان کو شش کریں گے بل کہ دنیا کو صحیح آزادی دلانے اور پرامن بنانے کے لئے آخری دم تک لڑیں گے۔(22)

جاياني رقاصه:

مدیر ساتی نے اپنے مضمون" جاپانی رقاصہ" میں ایک اہم روایتی جاپانی کر دار 'گیٹا' کی زندگی کے اہم گوشے بیان کیے ہیں۔ جاپان میں روایتی ناپنے گانے والی عور توں کو گیٹا کہتے ہیں۔ پرانے زمانے میں غریب والدین اپنی لڑکیاں کم سنی ہی میں فروخت کر دیتے تھے۔ جیسا کہ 'ساکائے سوبوئی' کی کہانی '24 آکھیں 'میں ایک پڑکی ما تسوئے کا ذکر ملتا ہے۔ اپنی لڑکیاں 4/5 سال کے سن میں فروخت کی جاتمیں امیں ایک بڑکی ما تسوئے کا ذکر ملتا ہے۔ اپنی لڑکیاں 4/5 سال کے سن میں فروخت کی جاتمیں امیں ایک بہت دل جوئی کی جاتی۔ اچھا کھلایا پہنایا جاتا اور بہترین تعلیم و تربیت اور تہذیب و تمدن سے آراستہ کیا جاتا۔ اصحاب شروت اپنی دعوقوں میں گیٹاؤں کو ہالمعاوضہ مدعو کرتے:

دعوت میں گیشاؤں کی آمدیڑی ڈرامائی ہوتی ہے۔ان کو بلانے کا مقصد مہمانوں کی تکریم اور ان کا دل لبھانا ہو تا ہے۔ گیشاؤں کے گھر میں پتھر کی ایک لوح لازمی ہوتی ہے۔ جس کے گر دوونا چتی ہیں۔(23)

شاہد احمد دہلوی نے ایک گیشا کی زندگی کی کہانی بیان کی ہے۔ جس کا محبوب فوت ہو گیا تووہ سنسان پہاڑی پر جھو نپڑی بنا کر رہنے گی۔ایک نوعمر مصور رات کے اندھیرے میں راستہ جھول کر اس کے دروازے پر جاپہنچا۔ گیشا نے اپنی او قات ہے بڑھ کر اس کی تکریم کی۔ وقت گزر تا گیا۔اس مسافر پر عروج آگیا اور وہ شہ زادول کا منہ چڑھا مصور بن گیا۔جب کہ دوسر کی طرف گیشا کے چیرے پر وقت کی ہے رحم دھول جتی چلی گئی۔ایک دن وہی گیشا جو کہ اب بوڑھی اور نحیف ہو چکی تھی۔اس مصور کے پاس اپنی جوانی کی تصویر بنوانے کے لئے آئی۔احسان شاس مصور اسے پیچان گیا حال آل کہ گیشا کی ہو ہو چکی تھی۔مصور نے اسے مکمل اکرام واحترام دیا اور اس کی خواہش پوری کر دی۔

نينگ نوبنگا كو:

جاپانی ادب و فن پر ساقی میں فضل حق قریشی دہلوی کامضمون' ننیگ نوبرگا کو' بینی جاپانی ادبیات ایک نمائندہ مضمون سمجھاجا سکتا ہے۔ اس میں جاپان کی ابتداہے جاپانی زبان کاار تقاءر سم الخطء حروف کی تفکیل، شاعر کی اور اس کی بحور، ڈراھے، تغییر، افسانے، اول، بچول کی کہانیاں، تراجم، گیت اور لوریاں۔ گویاایک مکمل ادبی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

جايان مين رومان:

ساقی میں موجود دوسر اادبی فن پارہ مس جون کوئٹ کے ایک ناول کالمخص ترجمہ ہے۔ ترجمے کابیر کارنامہ امصور غم اعلامہ راشد الخیری کے صاحب زادے صادق الخیری نے 'جاپان میں رومان' کے نام سے کیا ہے۔

مائراایک جم نامی یور پی انجینئر کی کنواری منکوحہ ہے۔اس کی شادی اس کی مرضی کے خلاف کی گئی تھی۔اس نے اپنے دولت مند شوہر سے التجا کی کدوہ چھاہ تک اس کے نزدیک نہ آئے۔شوہر نے وعدہ کرلیا۔ جاپان میں زلزلے کی وجہ سے ایک شہر صفحۂ ہتی سے مٹ گیا۔ حکومت جاپان نے یور پی انجینئر کو لتمبیر امور کی سرانجامی کے لئے مدعو کیا۔ یوں مائرا بھی اس کے ساتھ مغرب سے مشرق یعنی جاپان کی خواب ناک سرزمین پر آئی۔ جم کو زلزلہ زدہ علاقے میں جانا تھا۔ وہ اپنی نئی نویلی کواری دلہن کو اکو ہے امیں چھوڑ کر جانے پر مجبور ہو گیا۔البتہ اس نے مائرا پر بید ذمہ دای سونچی کہ وہ اس کی



کتاب کو مصور کرا دے۔ جس کے لئے اس نے اشتہار دے رکھا تھا۔اد ھر مائز امصور کے عشق میں مبتلا ہوگئی۔مصور نے اپنانام غلط بتایا تھا، کیونکہ مائز اجاپان کے سب سے بڑے مصور کے نام سے واقف تھی گمرشکل سے نہیں۔ادھر مصور کے باپ نے بھانڈا کچھوڑ دیا۔

دوسرے طرف اگر چہ اس نے بظاہر خود اپنے شوہر سے ایک بے سروپاوعدہ لیا تھا مگر بباطن وہ چاہتی تھی کہ اس کا خاونداس کے ساتھ زبر وستی کرے۔ دراصل بیہ حسد کی وجہ سے تھا۔ پچھ لوگوں نے بیہ مشہور کر دیا تھا کہ اس کا خاوند کی امانت کا بوجھ حاوی رہا۔ مگر پھر ایک کم زور لحمہ آیا ۔ مشہور کر دیا تھا کہ اس کا خاوند کسی گیشا (جاپانی رقاصہ) کے دام الفت کا اسیر ہو گیا ہے۔ وہ کافی دیر ثابت قدم رہی۔ اس کے جذبات پر اس کے خاوند کی امانت کا بوجھ حاوی رہا۔ مگر پھر ایک کم زور لحمہ آیا ۔ اور سب کچھ بہاکر لے گیا۔

احساس گناہ نے اسے جھیل میں ڈوب مرنے پر مجبور کر دیا مگر اسے زندہ نکال لیا گیا۔ مصور کے باپ نے اسے اپنے بیٹے کا اصل نام بتا دیا تھا۔ وہ بہت ناراض ہوئی اور اس نے ایک ہاہ کے لئے اپنے محبوب سے جدائی اختیار کرلی۔ یہاں مصنفہ مصور (فوسانوریکا) کے دکھی دل باپ کا انجام بہت عبرت ناک بتاتی ہے۔ 'اس پر آسانی بکل گری اور وہ جل کر راکھ ہوگیا'۔ ماڑا نے مصور کو خط لکھا کہ وہ واپس اکو بے 'جار ہی ہے۔ لیکن وہ اپنے ارادے پر قائم نہ رہ سکی اور اس نے اپنے محب کے پاس واپس جانے کا ارادہ کر لیا گر عین اس وقت مصور (فوسانوریکا) نے اپنے ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہر کر ہارگاری (خودکشی) کرلی۔

ای دوران میں اس کاشوہر پلٹ آیا۔ زلز لے سے اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی تھی اور بصارت ضایع ہو چکی تھی۔اس حزنیہ کہانی کا انجام خوش کن ہے۔ کیوں کی مائزانے اپنی شرط سے دست بر دار ہو کر اپنے نامینا اور معذور شوہر سے اظہار محبت کر دیا تھا:

> میں تم سے محبت کرتی ہوں۔اس نے سر گو تئ میں کہا۔اس کا چہرہ موت کی طرح سفید پڑ گیا۔ اور پاؤں تلے کی زمین نکتی ہوئی معلوم ہوئی۔ مجھے کیڑلو جم! خدارا مجھے کیڑ لو۔ میں اب شمصیں کبھی نہ چھوڑوں گی۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ اس کی روح لرزنے لگی۔ اور وہ بے ہوش ہو کر جم سیلگان کے قدموں میں گر پڑی۔ پہاڑی پر گھنٹیاں بجنے لگیں اور کا نئات زندگی شیریں محبت اور الم ناک یا دے رنگیین ہوگئی۔(24)

ناجائز بچے کو جائز مغربی باپ مل گیاتھا۔ یاد رہے کہ اس ناول کی مصنفہ مس جون کوئٹ مغربی تہذیب کی نما ئندہ ہیں۔ جن کے ہاں بچے شادی سے پہلے پیداہو نامعیوب تصور نہیں کیاجا تا۔ بادی النظر میں ناول میں مشرقی اور مغربی تہذیب کے تصادم سے جنم لینے والے المیے کود کھایا گیاہے۔

نادل کے اس ترجے کے مطالعے سے قدیم جاپانی ند ہب، تہذیب اور رسوم سے متعلق بہت سے خفتہ اور خفیہ گوشے عیاں ہوتے ہیں۔مثلاً جابہ جار حم کی دیوی 'کون نون 'کاذ کر جومائر ااور جم پر کڑھتی ہے گر'انقذیر کے دیو تا'کے آگے اس کابس نہیں چلا۔ مقام پر فوسانور یکامائر اکو بتا تاہے کہ ہم جاپانی روحوں کی معتقد ہیں؛

مجھے یقین ہے کہ میری مال کی روح ہر وقت میرے باپ کے ساتھ رہتی ہے - (25)

ایک مکالمے میں فوسانوریکا کا باپ اس سے یوں مخاطب ہے:

کل رات اس کی (مصور کی مال کی)روح میرے پاس آئی تھی۔ اور وہ تمھاری شادی کے متعلق بڑی متفکر معلوم ہوتی ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ تم 'بازار اشک' میں رہنے والی دوشیز ہ کے ساتھ شادی کرلو۔ وہ خوب صورت ہے ، فرمال بر داہے اور۔۔۔۔اور۔!(26)

جاپانی تو تات کی ایک صورت اس وقت سامنے آتی ہے جب مصور اپنے ضعیف باپ کے ہم راہ پودے کے نیچے بیٹھا تھااور اوپرسے بچول کی پنگھٹریاں ہواکے زورسے جھڑ رہی تھیں۔اس نے سوچا کہ اگر پچول کی پنگھڑی اس کے ہاتھ میں آجائے تووہ سمجھے گا کہ مائزااس کی محبت میں گر فتار رہے گی۔

مصور اپنی محبوبہ کے لئے دعاکر تاہے کہ وہ سوتے میں ہنس دے اور ستارہ اس کے منہ میں گرے۔اس کی تعبیر ساتی کے پاورق میں مدیرنے درج کی ہے:

جاپانیوں کاعقیدہ ہے کہ اگر کوئی عورت خواب میں ہنتے وقت ایک تتارے کو اپنے منہ میں گرتے ہوئے دیکھے توبیہ اس کے ماں بننے کی پیشین گوئی ہے۔(27)



سب سے مجیب وغریب جاپانی رسم مرے ہوؤں یا گم شدہ افراد کی روحوں کو حاضر کرنے کاعمل ہے۔ پاورق میں ناول کے مترجم نے لکھا ہے کہ مصنفہ اس قسم کی رسوم کی عینی شاہد ہے۔ چنانچیہ مصور روحوں کو بلانے والاعمل کرتا ہے۔ وہ دیکھناچا ہتا ہے کہ اس کی محبوبہ اس کے پاس واپس آئے گی یا نہیں۔ گراہے دھوئیں میں گم شدہ محبوبہ کے بہ جائے فوت شدہ ماں کاعکس نظر آیا جس کی آٹھوں سے تہر ٹیک رہا تھا۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

خوشبو در خت کی جڑمیں رکھ کروہ قریب قریب برہند ہو گیا۔ اور تھوڑا ساپانی اس نے اپنے سر، شانوں اور آس پاس کی زمین پر چھڑکا۔ زمین بوس ہونے کے بعد وہ دعاما نگنے لگا۔ اے روح عظیم اجمحے اس دود ھیان دھو تکس میں اس کا عکس دکھا دے تا کہ ججھے یقین ہوجائے کہ وہ میرے پاس ایک ناایک دن واپس آ جائے گی۔ نوشبونے چھاتی کی چینڈ دھو تکس ہے گھر گئے۔ دھو تکس نے روحانی طور پر ایک شکل اختیار کر لی۔ چاروں طرف خامو شی اور سکوت طاری تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ بھیلا دیے۔ اور سامنے ایک عورت کی دھند کی شکل دکھائی دیۓ گئی۔۔۔ماں!! ایک در داگیز اور خوف ناک چنے سارے میں بھیل گئے۔ یہ کیا ہو گیا۔ قسمت نے میرے ساتھ چال چلی ہے۔ اے ماں!! میں این محبوبہ کی شکل کا منتظر تھا اور قسمت نے میرے ساتھ چال چلی ہے۔ اے ماں!! میں این محبوبہ کی شکل کا منتظر تھا اور قسمت نے میرے ساتھ جال ہی ہے۔ اے ماں!! میں این محبوبہ کی شکل کا منتظر تھا اور قسمت نے میرے ساتھ جال ہی ہے۔ اے ماں!! میں این محبوبہ کی شکل کا منتظر تھا اور قسمت نے اور اس نامعلوم روحانی عمل کے بعد مصور ہارا کاری (خود شی) کر لیتا ہے۔

جایان کی صنعتی سر گرمیاں:

طاہر قریش کا میہ مضمون جاپان کی صنعتی ترتی کے اسرار منکشف کر تا ہے۔ایک صنعت کار کو جن سہولیات اور مراعات کی ضرورت ہے ، حکومت جاپان وہ سب فراہم کرتی ہے۔ جاپان میں کرائے بہت کم ہے۔ جاپان سے بمبئی تک روئی کے ایک گٹھے کا کرایہ جمبئی سے کان پورتک کرائے کا چیٹا حصہ ہے۔ کارخانوں کو بجلی تقریباً مفت مہیا کی جاتی ہے۔ مز دوّر بھی سیتے میں وستیاب ہیں۔

جاپان میں سب لوگ کام کرتے ہیں۔ لڑ کیاں لاز می پڑھائی ہے فارغ ہو کرچو دہ پندرہ سال کی عمر میں کار خانوں میں کام سکینے لگتی ہیں۔ان کی اجرت مر دمز دوَروں ہے کم ہوتی ہے۔ دس بارہ سال کام کرنے کے بعد ان کی شادی ہو جاتی ہے۔

تحارت:

جاپانی اقتصادیات پر دوسر ۱۱ ہم مضمون سید محمد شاکر تراب علی ندوی کا "تجارت" ہے۔سید صاحب اس کی وجہ تسمیہ یوں بیان کرتے ہیں:

مجھ سے اکثر احباب ہندوستان میں دریافت کیا کرتے ہیں کہ جاپان تجارت میں اپنی حریف قوم جر من، انگریز، امریکن و غیرہ کو پسپا کرنے میں کس طرح کامیاب ہو جاتا ہے۔ ہندوستان ہی کو لیجئے۔ جنگ عظیم سے پہلے جاپانی اشیا کی یہاں اس قدر کم درآ مد تھی کی شاذ شاذ چیزیں بازار میں دکھائی و پئی تھیں۔ لیکن آج کل میہ حالت ہو رہی ہے کہ اشیاء درآ مد میں ایس کو فی شاخ نہیں جس میں جاپان آگے بڑھا ہوا نہ ہو۔ کیا تمام معد نیات کی جاپان میں کا نیس موجود ہیں؟ واقعہ میہ ہے کہ جاپان کی کانوں میں سے تانبااور پیش نیادہ ترکفتا ہے۔ غیر ملک کے لوگوں کا خیال ہے کہ جاپان میں مز دوری بہت ہی ارزاں ہوئی چاہیے جس سے چیزوں کی ساخت پر لاگت کم آتی ہے۔ میری رائے میں اصل اسباب فروغ شیارت یہ ہیں: دست کاری۔ مراسلات۔ ذرائع نقل و حرکت۔ زرْح تادلہ۔ (29)

ايثار:

ا یک بوڑھے جاپانی کی قربانی کی کہانی کو سعد منیر الدین کان پوری نے "ایثار" کے عنوان سے قلم بند کیا ہے۔ جاپان زلزلول کی سرز مین ہے۔ زمینی زلز لے سے بھی زیادہ خطرناک 'سونامی' ہے۔ سونامی ایساز پر آب زلزلہ ہو تا ہے۔ جس کی وجہ سے سمندر کاپانی پہلے تو رُوکے خالف بہنے لگتا ہے اور پھر اچانک ایک مہیب طوفان کی صورت میں آبادیوں پر چڑھ آتا ہے۔ چونکہ بیہ طوفان کسی موسمیاتی تنبیہ یا پیشین گوئی کے بغیر ہو تا ہے، لوگ بے فکر ہوتے ہیں۔ اس لیے 'سونامی'زیادہ نقصان کا باعث بنتا ہے۔ زیر نظر افسانے میں ہاگو چی نامی ایک بزرک جاپانی، جو ایک ساحلی پہاڑی پر بن اپنی اپنی ہتی کا سربراہ بھی ہے، کے اس ایٹار کاذکر ہے جو اس نے اپنی بستی کے لوگوں کو سونامی کاشکار ہونے سے بچانے کے لیے کیا۔

چاول کی فصل تیار تھی۔شام کاوقت تھااور بہتی کے ڈیڑھ ہزار کے قریب نفوس جشن کی تیاری میں مصروف تھے۔ہما گو پتی اپنے ضعف کی وجہ سے ان کے ساتھ نیچے نہ جاسکا تھا۔ کہ اچانگ زلز لے کا خفیف جینکا محسوس ہوا۔ میلے کی تیاریوں اور ہلا گلامیں مصروف لوگ خطرے کو بھانپ نہ سکے۔زلز لے سے سندر میں جزر شروع ہو گیا۔ یعنی پانی پیچھے بٹنے لگا۔ لوگ اَن دیکھی چیزوں کو دیکھنے کے شوق میں نیچے اتر تے رہے۔ بزرگ ہا گوچی پہاڑی کی چوٹی سے انھیں جاتا ہے کہی سے دیکھ رہا تھا۔ آخر اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔اس نے اپنے کم بن پوتے سے مشعل روشن کرائی اور اس سے چاول کی تیار فصل کو آگ لگادی۔سمندری ہوانے آگ کو بڑھاوا دیا۔ چاول کی فصل جو آئندہ فصل تک ان کے رزق کا واحد ذریعہ تھا، جل کر راکھ ہوگئے۔مندر کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔لوگ آگ بجھانے



کے لئے دوڑے دوڑے آئے۔ابھی ہاگو چی کا پو تااپنے ضعیف داد کے خلل دماغ کی شکایت ہی کررہاتھا کہ اچانک مدشر وع ہو گیا۔سمندر عفریت کی طرح پلٹ آیا مگر ہاگو چی کے ایثار کی وجہ سے بہتی کے تمام مر دوزن محفوظ بلندی پر پہنچ چیکے تھے۔

دریائے فلک کے نام سے ظفر قریشی دہلوی نے جاپانی نثر کوار دو قالب میں ڈھالا ہے۔ جوا دب لطیف کا ایک نفیس نمونہ ہے۔

حصہ نظم:

حصہ نظم میں تمنائی کا کر دار سب سے بڑھ کرہے۔انھوں نے تقریباً ہیں جایانی نظموں 'ہاکو'کاتر جمہ کیا ہے۔'حقیقت 'نامی ہاکو کاتر جمہ ملاحظہ ہو:

مجھے یقین ہے کہ حقیقت کبھی بھی حقیقت نہیں ہے پھر کیسے اعتبار آئے

كەخواب بھىخواب ہيں۔(30)

ایک اور 'ہاکو امیں وار فتگی کا اندازیہ ہے: میں صبح کو اپنے بال نہیں سنواروں گی کیونکہ تمام رات میرے حسین دیو تانے انھیں اپنے ہاتھوں سے چھواہے –(31)

تمنائی نے 'محبت' کے عنوان سے ایک جاپانی نظم کاتر جمہ بھی کیا ہے۔اس کے علاوہ تمنائی کانٹر میں بھی 'جاپانی دلہن کونفیحتیں' کے نام سے حصہ موجود ہے۔یہ وہ پندونصائح ہیں جو شادی والے دن دلہن کو کاس کی مال کی طرف سے کی جاتی ہیں۔ یہ مختصر تحریر قدیم جاپانی تہذیب کی نمائندہ سمجھی جاسکتی ہے۔(32)

ظفر قریشی نے پروفیسریون نو گوچی کا منتخب کلام پیش کیاہے۔ان میں سے ایک نظم مشیر عجیب کوا پیش خدمت ہے:

رات ہو گئی

ساحل شب پر ایک ملاح کھڑ اہو اکسی مسافر کے آنے کی راہ دیکھ رہاہے۔وہ پکار پکار کر کہد رہاہے۔

اکوئی ہے جومیری کشتی میں چلے،میری کشتی اشہر عجیب اکو جانے والی ہے۔

ایک مهمان!!

رات کالی ہے، چراغ جلا کر دریا کوروشن کرومیر ادل خوف سے لرزر ہاہے۔

کیااس کالی رات میں بیر کشتی ڈوب نہ جائے گی۔

مير بے مسافر!

اشېر عجيب اميں جانے والے مسافر کوڈر نانہيں جاہیے۔

ہم اند هیرے میں بہتے ہوئے دور نکل جائیں گے۔

اس تاریکی اور خامو ثنی میں۔اس سکوت مطلق میں ہم دور تک بہتے ہوئے جلے جائیں گے۔

مسافر!!اندهیرے سے مت ڈر۔

شہر عجیب میں قدم قدم پر حیرانی ہے جوموت سے زالی ہے۔

پھر ڈرنے سے کیا حاصل۔

میرے مسافر ڈر نہیں،ہمت کااحالا دیکھ!

جومسافر ڈرتاہے میں اسے اشہر عجیب انہیں لے جاتا۔

کمزور دل کے مسافروں کومیں اپنی کشتی پر نہیں بٹھا تا۔



کوئی ہے جونڈر ہو کرمیری کشتی میں آئے۔

'آؤ!شهر عجيب كو!!

ملاح کی بکار دور تک سنائی دے رہی ہے۔

کوکب شاہ جہاں پوری نے "جایان" کے نام ہے لکھی اپنی نظم میں اسے سالار مشرق اور رہنمائے ایشیا کا خطاب دیاہے۔ نظم کا مطلع ملا حظہ ہو:

مطلع مشرق جو تقاروش گرارض و سا گر دش دورال سے اس پر چھاگئ غربی گھٹا

حاجی نبی احمد کی نظم کاعنوان "جاپان، دنیاکاایک کامیاب دارالتجارت" ہے۔جس میں جاپان کی ترقی کی وجداس کی تجارت کو قرار دیا گیا ہے۔

ساقی جاپان نمبر کے مندرجات کا مختصر جائزہ ختم ہوا۔اب ذیل میں قیام پاکتان سے قبل کی املاکے حوالے سے چند متر وکات، مضامین کی چندایک تسامحات اور مشکل مقامات کی تخریج پیش خدمت ہے:

تسامحات:

1 ہندوستانی روپے کے چونسٹھ بیسے ہوتے ہیں (آنے) جایانیوں کامعیار زندگی

مضمون' جاپانیوں کامعیار زندگی' میں نورالحن برلاس نے غلطی سے آنے کی جگہ پیسے کالفظ استعال کیا ہے۔ حال آن کہ ہندوستانی روپے میں 16 آنے اور 100 پیسے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ محاورہ بھی ہے "سولہ آنے درست ہونا" یعنی بالکل درست ہونا۔

2 کوبے میں عور تول کی ایک کلب ہے (۔۔۔۔ کا کلب ہے) جاپانیوں کی چند خوبیاں

Club انگریزی زبان کالفظہ اور اردومیں 'مذکر استعمل ہے مگر مضمون 'جاپانیوں کی چندخوبیاں 'میں محترمہ قمر النساایف علی نے اسے مونث استعمال کیا ہے۔

الملا:

بیسویں صدی کی تیسری اور چوتھی دہائی اس حوالے سے اہم رہی کہ اردوامالی میں تبدیلیاں واضح ہو گئیں۔ہائیہ آوازوں کا(ھ) کے ساتھ استعال بڑھا۔مثلاً 'اثرات کی ایک جھلک' میں جہاں 'چھوڑ، جھلک، اٹھائیں، بھاگ، گھنٹے' جیسے الفإظ استعال ہوئے ہیں (صفحہ 21)وہیں 'سمجنے، دہوکے کی ٹئی' بھی آیا ہے۔اس سے یوں ظاہر ہو تا ہے کہ (ھ) کا استعال رائج ہو گیا تھا مگر دقیانوی کا تب اس سے احرّ ازبر تے تھے۔اس سے معمٰی طور پر یہ تبچیہ بھی ہر آمد ہو تا ہے کہ زبان وبیان میں تبدیلیاں تدریجی ہوتی ہیں۔اٹھیں حکمارائج نہیں کیا جاسکا۔ذیل میں چند مزید مثالین دی جارہی ہیں:

عنوان	املا	رائج الوفت املا	مفح	صفحه
جاپانی شاعری کی روح	سمجر۔اندہیرے۔اہتراز۔پڑینے	سمجھ۔اند ھِرے۔احر از۔پڑھنے	24	24
کساتسوکے گرم چشمے	د مکتے۔ ادہر ادہر۔	د ک ھتے۔ ادھر ادھر	53	53
<i>گل</i> اژ <u>ت</u>	جدبر-چېت-	<i>- چيت</i>	70/69	



104

161

دیکہ بھال۔ آنکھوں جاپانی طالب علم کی زندگی شانگہائے جاپانی رقاصہ شہرنے۔ سمجہا۔ دیکہنے

تشہرنے۔ سمجھا۔ دیکھنے 22/120

ېروفيسر يون نگو چې په بې

یپی

متروكات / تخريجات

شنگھائی

1- تامی نہ کورہ ساتی ، جاپان نمبر میں اتامی کا لفظ ایک سے زائد باراستعال ہوا ہے۔ ص 209 پر وضاحت کی گئی ہے کہ 'تامی' ملی ہوئی چٹا ئیوں کے لئے استعال کیا جاتا ہے۔ بیر لفظ ار دوزبان میں متر وک ہوچکا ہے۔

(ديکھيں صفحہ 69اور 209)

2- شراب پوشی /مائیکو گیشالیعنی رقاصہ جاپان کی ثقافت کا حصہ ہے۔ ساقی جاپان نمبر نے دو مزید الفاظ شراب پوشی اور مائیکو بھی استعمال کئے ہیں جو کہ اب متر وک ہو بچکے

يں۔ (ديکھيں صفحہ 124/25)

3 - ٹاپٹوئیاں ابٹاپٹوئیاں متر وک ہو چکا ہے۔ اس کی جگد 'ٹامک ٹوئیاں'رانج ہے۔ جس کامطلب ہے: خیالی، دقیانو تی باتیں۔ (22)

4- سووم 'بہلے'بوم'ہوا پھر 'سوم'ہو گیا۔اب مر وجہ لفظ سوم فلط العام اور غلط العوام ہے۔(دیکھیں صفحہ 194)

5 جاء چاء کالفظاب متر وک ہو چاہے۔اس کی جگہ جائے مستعمل ہے۔ (دیکھیں صفحہ 195)

6 يادون يادون كالفظاب متروك ہو چكاہے۔اس كى جگدياد كار متعمل ہے۔(ديكھيں صفحہ 195)

7- سائیہ سائیہ کالفظاب متروک ہو چکاہے۔اس کی جگیہ سابیہ مستعمل ہے۔(دیکھیں صفحہ 115

حواثى وحواله جات

1- لارنس ليفنك، تاريخ چين وجايان، مترجمه منثى نول كشور، مطبع نول كشور، لكھنؤ، 1867ء

2۔ محمد فاصل حسین، منثی، محاربات روس و جاپان (مکمل)، مطبع افضل المطابع، مر اد آباد، 1904ء محمد ابرانیم مجمی، سید، تاریخ حامان، دفتر اخبار وطن حمید سه ایجینسی، لاہور، 1903ء

4الف جَلَّن ناتھ ہجنڈاری، جاپان کی حیرت انگیز ترقی، مطبوعہ آر یہ گزے مثین پریس، لاہور، س۔ن

ب ساد هورام اوستهی، پیڈت / بابو بینی رام، چین وجایان کاکاری گر، دیوی دال الیکٹر ک پر نٹنگ پریس، دہلی، 1928ء

5- راس مىعود،سىد، جايان اوراس كالغليمي نظم ونسق، مترجمه محمد عنايت الله، مطبوعه المجمن ترقى اردوبه حيدرآ باد دكن، 1923ء

6۔ علی امام بلگرامی، سیاست جایان، ادارہ اشاعت، حیدر آباد د کن، 1943ء

7- نورالحن برلاس، پروفیسر ، فی بلی اداریه ، موسوم به گزارش ، ماه نامه ساقی ، دبلی ، جایان نمبر ، 1936ء، ص 8

8- برلاس، فلسفه سياست حايان، مشموله ساقي، ص12

9۔ برلاس، توکیواساہی، مشمولہ ساقی، ص 41

10 - چىن لال، جامانى عور توں ميں انقلاب، مشموله ساقى، ص 41

11۔ عبدالقدیر نیاز، جایان اور جایانیوں کے متعلق چند ہاتیں، مشمولہ ساقی، ص 215

12 - نورالحن برلاس، بروفيسر ، جو شي شو كوكئو كُلُو، مشموله ساقي، ص83

13۔ بدرالاسلام فضلی، پروفیسر، تاثرات کی ایک جھلک، مشمولہ ساقی، ص 21

14۔ منصوراحمد،مولانا، جایانی شاعری کی روح، مشمولہ ساقی، ص 24

Vol.5 No.1 2022



- 15_ ايضاً
- 16 حنيفه رشيد فتح على، جايان تيس برس ميس، مشموله ساقي، ص 42
 - 17۔ منز برلاس، کساتسو کے گرم چشمے، مشمولہ ساقی، ص 53
 - 18 مسزبرلاس، گل گشت، مشموله ساقی، ص69
- 16 دېلوي، ظفر قريشي، پروفيسريون گلوچي کاولوله انگيز کلام، مثموله ساقي، ص 161
 - 20 الضاً، ریڈیو ہندوستان، نشری تقریر، مشمولہ ساتی، ص164
 - 21 حايان مين هندوساني طلباء، طفيل احمد چيغتا كي، مشموله ساقي، ص 225
 - 22۔ پوکئے ساتو، جاپانی طالب علم کی زندگی، مشمولہ ساتی، ص128
- 23۔ محمد ابراہیم عجمی، سید، تاریخ جایان، دفتر اخبار وطن حمیدیہ ایجبنسی، لاہور، 1903ء، ص54
 - 24 مسادق الخيرى، جايان ميں رومان، مشموله ساقی، ص 210
 - 25 الضأ، ص 178
 - 26 الضأ، ص186
 - 27_ الضأ، ص 183
 - 28 الضأ، ص 202
 - 29۔ محمد شاکر تراب علی، ندوی سید، تجارت، مشموله ساقی جایان نمبر، 1936ء، ص226
 - 30۔ تمنائی، جایانی شاعری کے چند نمونے، مشمولہ ساتی جایان نمبر، 1936ء، ص 15
 - 31۔ تمنائی، جاپانی شاعری کے چند نمونے، مشمولہ ساقی جاپان نمبر، 1936ء، ص 46
 - 222 تمنائي، حاماني دلهن كونفيحتين، مثموله ساقي حامان نمبر، دېلي، 1936ء، ص222
 - 334 حقى، شان الحق، فربتك تلفظ، مقتدره قومي زبان، اسلام آباد، 2008ء، ص 334

منالع وماخذات:

- 1. حَبَّن ناتھ ہونڈاری، جاپان کی حیرت انگیز ترقی، مطبوعہ آربہ گزٹ مشین پریس، لاہور، س۔ن
 - 2. حقى، شان الحق، فرېنگ تلفظ، مقتدره قومي زبان، اسلام آباد، 2008ء
- داس معود، سید، جایان اوراس کا تعلیمی نظم و نسق، مطبوعه انجمن ترقی اردو حیدرآباد دکن، 1923ء
- 4. ساد هورام اوستهی، پنڈت / بابو بنی رام، چین وجاپان کاکاری گر، دیوی دال الیکٹرک پر مننگ پریس، دبلی، 1928ء
 - 5. ظفر علی خان، مولانا، جنگ روس و حایان، گل برگه، حید رآیاد، 1905ء
 - 6. علی امام بلگرامی، ساست حامان، اداره اشاعت، حیدر آباد دکن، 1943ء
 - 7. لارنس ليفنك، تاريخ چين وحامان، متر جمه منثى نول كشور، مطيع نول كشور، لكھنۇ، 1867ء
 - 8. محمد ابراهيم عجمي، سيد، تاريخ حامان، دفتر اخبار وطن حميد په ايجنسي، لامور، 1903ء
 - 9. محمد فاضل حسين، منثى، محاربات روس وجايان (مكمل)، مطبع افضل المطابع، مراد آباد، 1904ء
 - 10. نورالحن، برلاس، مدير ماه نامه ساقى، دېلى، جايان نمبر، 1936ء